قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ
إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

سیرت و سوانح

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

اور

آپ کی تعلیم و جماعت کے مختصر حالات

الناشر

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

ستمبر سنہ ۵۳ء

اصولِ شناخت

(از قلم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام)

"اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھ سے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ کی تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں تو تم مجھے مت قبول کرو لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت کے گڑھے میں مت ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بدگمانیوں سے باز آ جاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے۔ اور تم نہیں دیکھتے۔ اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں ہے اور در و دیوار لرزہ میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے۔

کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو۔ کیا تم ربّ العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اے نادان انسان! باز آ جا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہیں!!!"

(سراج منیر ص)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلواۃ و السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ⁂ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ

بانی سلسلہ احمدیہ

جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مقدس ہاتھ سے ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد لاکھوں میں بیان کی جاتی ہے۔ جو نہ صرف پنجاب اور ہندوستان میں ہی پھیلی ہوئی ہے بلکہ پاکستان۔ انگلستان۔ سکاٹ لینڈ۔ فرانس۔ سپین۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ اٹلی۔ سسلی۔ نارتھ و سوتھ امریکہ ایسٹ و ویسٹ امریکہ۔ مارشیس۔ چائنا۔ سٹریٹس سٹیلمنٹ۔ آسٹریلیا۔ اتھوپیا۔ عدن۔ اسرائیل۔ سیریا۔ بوڈاپسٹ ہنگری۔ سنگاپور۔ ملایا۔ جاوا۔ سماٹرا۔ بورنیو۔ افغانستان۔ ایران۔ جاپان۔ سیلون۔ برما اور دیگر ممالک میں بھی احمدیت سے تعلق رکھنے والے ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۵ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں جو بٹالہ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل پر واقع ہے ہوئی۔ آپؑ کے آباء و اجداد ترکستان کے شاہی خاندان میں سے تھے۔ جن کو امیر تیمور کے وقت اس سے ناچاقی ہو جانے کے باعث اپنا وطن چھوڑ کر خراسان میں آباد ہونا پڑا تھا۔ مگر یہاں بھی اپنے آپ کو مطمئن نہ پاکر بابر بادشاہ کے عہد میں وہ ہندوستان میں ہجرت کر آئے۔ انہوں نے ہندوستان میں دریائے بیاس کے پاس ایک گاؤں بسایا جس کا نام بگڑتے بگڑتے قادیان ہو گیا۔

شاہان دہلی کی طرف سے اس خاندان کو اسّی گاؤں کی حکومت عطا ہوئی جو سکھوں کے وقت تک قائم رہی۔ اسی زمانہ میں بعض ناموافق حالات کے پیش نظر حضرت مرزا صاحبؑ کے دادا کو قادیان چھوڑ کر جانا پڑا۔ مگر راجہ رنجیت سنگھ کے پنجاب پر تسلط کے وقت وہ پھر لوٹ آئے۔ اور مہاراجہ کی طرف سے

نہ صرف انکی بہت سی جاگیر واپس ملی بلکہ آپؑ کے والد اور چچا کو فوج کے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا گیا۔ برطانوی عہد حکومت میں بھی آپؑ کا خاندان عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔

حضرت مرزا صاحبؑ بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم اور ایام جوانی

باوجود اسکے کہ آپؑ کا خاندان دنیاوی حیثیت سے بہت ممتاز تھا اور باوجود اسکے کہ آپؑ کے والد صاحب اور بھائی اکثر دنیاوی ترقی کے حصول کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے حضرت مرزا صاحبؑ بچپن سے ہی دنیا سے بیزار اور روحانی زندگی کے حصول کیلئے کوشاں تھے اور آپؑ کا رجحان اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی طرف تھا۔ آپؑ بچپن سے ہی خلوت پسند تھے۔ اور ایام جوانی میں مسجد کے ایک حجرہ میں جو ۵×۶ فٹ ہوگا بیٹھے رہتے اور جو کھانا گھر سے آپؑ کے لئے آتا اُسے غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپؑ کے والد صاحب نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق اپنے گھر پر اُستاد رکھ کر آپؑ کو فارسی۔ عربی۔ فلسفہ و منطق کی ابتدائی تعلیم دلوائی اور خود طب کی کتب پڑھائیں کیونکہ وہ خود بڑے طبیب تھے۔

مذہبی مُباحثات

جس وقت آپؑ تیس پینتیس سال کی عمر کو پہنچے اسوقت ہندوستان مذہبی مباحثات کا جولان گاہ بن رہا تھا اور مسیحی اور آریہ مذہب کے واعظ مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ آور تھے اسوقت مسلمانوں کی طرف سے جو جواب دیا جاتا تھا وہ ایسا کمزور ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان حملوں کی تاب نہ لاکر اسلام ہمیشہ کیلئے اپنے حریفوں کے سامنے سرنگوں ہو جائیگا۔ لیکن آپؑ نے اسلام کی طرف سے اس خوبی سے جواب دینا شروع کیا کہ بار ہا آپؑ کے دشمنوں نے اپنی کمزوری کا اقرار کیا اور آخر ایک جامع کتاب براہین احمدیہ لکھی جس میں اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کیا۔ اور اسکے جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ کیا۔ لیکن کسی نے اس کا جواب ان شرائط کے ساتھ نہ

لکھا جن کی پابندی اس کتاب میں کی گئی تھی اور ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے تک اس کتاب نے شور برپا کر دیا اور بہت سے مسلمان علماء نے اس کتاب کے پڑھنے پر اقرار کیا کہ یہ شخص اسلام کی عزت کو بچانے والا ہوگا۔[1]

آپؑ کا دعوے

جب آپؑ چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو آپؑ کو الہام ہوا کہ تم ہی وہ مسیحؑ اور مہدیؑ ہو جس کے آنیکا مسیحیوں اور مسلمانوں سے وعدہ تھا۔ جب یہ الہام آپؑ کو ہوا آپؑ نے ایک مدت تک تو اسکو ظاہر پر حمل کیا لیکن بار بار الہام ہونے کے بعد آپؑ نے اپنے مسیحؑ اور مہدیؑ ہونے کا اعلان کیا۔ بعد میں اپنے دعوے کی جو تشریح آپؑ نے تحریر فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے :-

ہر ایک مذہب اس وقت ایک آنیوالے کا منتظر ہے۔ ہندو کرشن کی شکل میں ایک ریفارمر کے منتظر ہیں۔ بدھ مذہب کے لوگ بدھ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔ مسیحی مسیحؑ کی دوبارہ آمد کے لیے چشم براہ ہیں۔ مسلمان ایک مہدیؑ کی بعثت کے لئے بیقرار ہو رہے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک مذہب میں جو روایات ان اوتاروں یا ریفارمروں کی بعثت کے متعلق پائی جاتی ہیں وہ سب آپس میں ملتی جلتی ہیں اور جو علامتیں ان کی بعثت کے زمانہ کے متعلق بتائی گئی ہیں وہ سب ایک ہی زمانہ کی طرف اشارہ کر رہی ہیں اور جو کام ان آنیوالوں کا بتایا گیا ہے وہ بھی ایک ہی ہے۔ پس ان امور سے نتیجہ نکلتا ہے کہ آنیوالا بھی ایک ہی شخص ہے صرف مختلف زمانوں کے لحاظ سے اور مختلف قوموں کی اصلاح کے خیال سے اسکے مختلف نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ اور وہ شخص جس کی نسبت ان پیشگوئیوں میں خبر دی گئی ہے میں ہی ہوں۔

میں مسیحیوں کی اصلاح کے لئے مسیحؑ ہوں۔ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

[1] مثال کے طور پر ملاحظہ ہو اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۷

مہدیؑ ہوں۔ ہندوؤں کی اصلاح کے لئے کرشنؑ ہوں اور باقی تمام مذاہب کی
اصلاح کیلئے ان میں جس جس آنیوالے کی خبر دیگئی تھی اسی کے رنگ میں اور اسی کا نام پاکر
ظاہر ہوا ہوں۔
چنانچہ آپؑ کو اسی مضمون کا ایک الہام بھی ہوا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔
جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے خدا تعالیٰ کا بہادر تمام انبیاء سابقین کے ل
غرض آپؑ کا دعویٰ تھا کہ آپؑ کسی خاص قوم کی اصلاح کیلئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ
کل دنیا کی ہدایت کیلئے۔ آپؑ کا دعویٰ تھا کہ الہام کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا جس
طرح خدا تعالیٰ پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ اور آیات کا سلسلہ بھی کبھی منقطع نہیں ہو سکتا
جس طرح اللہ تعالیٰ پہلے اپنے وجود اور اپنے رسولوں کی صداقت کے ثبوت کیلئے نشانات ظا
فرماتا تھا اب بھی فرماتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے خدا بولتا
تھا اور نشانات بھی دکھاتا تھا کیونکہ پچھلے واقعات معتبر سے معتبر بھی ہوں تب بھی صرف ظن
غالب کے درجہ پر پہنچا سکتے ہیں نہ کہ یقین کے درجہ پر۔ پس ایمان جسکی بنا یقین پر ہوتی ہے ہرگ
ن اخبار سے حاصل نہیں ہو سکتا۔
آپؑ کسی علیحدہ مذہب کے بانی ہونیکے مدعی نہ تھے بلکہ آپؑ کا دعویٰ تھا کہ جس طرح موسو
ہب کے بگڑنے پر حضرت مسیحؑ نبی کر کے بھیجے گئے تاکہ اس کو اسکی اصل شکل پر لا دیں اسیطرح اسل
تعلیم کو جب انسانوں کے خیالات نے ایک اور ہی جامہ پہنا دیا تو خدا تعالیٰ نے آپؑ کو
وث فرمایا تاکہ اسلام کو اسکی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ پس آپؑ کی
بوت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر نہ تھی بلکہ
نحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت اور آپؐ کے مذہب کے
یام کے لئے تھی۔
آپؑ تناسخ کے قائل نہ تھے جیسا کہ آپؑ کے بعض مخالفین نے آپؑ کے مسیحؑ ا
کرشن ہونے کے دعاوی سے غلط نتیجہ نکالا ہے بلکہ آپؑ کا یہ دعوے تھا

کہ اِنسان مرنے کے بعد اِس دنیا میں اِس عنصری جسم کے ساتھ واپس نہیں آتا آپؑ اپنے مذکورہ بالا دعاوی کی یہ تشریح فرماتے تھے کہ آپؑ ان لوگوں کے اخلاق اور انکی روحانیت سے وافر حصہ پانے اور انکے رنگ میں رنگین ہونے کی وجہ سے اُن کے ناموں کے پانے کے مستحق ہوئے ہیں جس طرح یوحناؑ بپتسمہ دینے والا ایلیاؑ کے رنگ میں رنگین ہونیکی وجہ سے اُس کا نام پانے کا مستحق ہوا تھا ورنہ وہ انبیاء جو پہلے گزر چکے ہیں نہ اپنی صورت پر واپس آسکتے ہیں نہ کسی اور جسم میں انکی روح حلول کر کے واپس آسکتی ہے ؎

آپؑ کا علم کلام

بحث و مباحثات میں آپؑ نے اس جدید علم کلام کے ذریعہ سے جسے آپؑ سے پہلے اس طرح کھول کر کسی نے نہ بیان کیا تھا نہ استعمال کیا تھا ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دی۔

آپؑ کسی مذہب پر حملہ میں ابتدا کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور سوائے اِس حالت کے کہ کسی مذہب کے مشنریوں کی گستاخی اور شوخی حد سے تجاوز کر کے بعض ناواقفوں کیلئے باعث ابتلا بننے لگے الزامی جواب کو پسند فرماتے تھے۔ آپؑ کا قول تھا کہ جو لوگ دوسرے مذاہب پر حملہ کر کے اپنی صداقت ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ نادان ہیں۔ کسی کے جھوٹے ہو جانے سے دوسرے کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی۔ صداقت اپنے دلائل اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ دوسرے مذہب پر حملہ کرنے سے سوائے فساد اور فتنہ کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ ہر مذہب کے پیرووں کو چاہیئے کہ صرف اپنے مذہب کی صداقت کے دلائل دیا کریں اور بجائے مذاہب کا فیصلہ اس طریق پر کرنے کے کہ ان میں سے زیادہ نقص کس میں ہیں یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ ان میں سے سب سے زیادہ خوبیاں کس میں ہیں۔ اور کونسا مذہب کامل اور مکمل مذہب ہے۔

آپؑ نے جو اصول مباحثہ تجویز کئے اس میں ایک یہ اصل بھی تھا کہ ہر مذہب کے پیرووں کو چاہیئے کہ جو بات وہ پیش کریں اپنی مذہبی کتب سے پہلے اسے دکھائیں۔ پھر اس کا ثبوت دیں۔ کیونکہ بصورت دیگر وہ بات اگر اچھی ہے تو اس خوبی پر اس مذہب کو کوئی فخر نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح دلائل بھی اسی مذہبی کتاب سے دیں کیونکہ وہ کتاب جو اپنے دلائل کے لئے دوسرے لوگوں کی محتاج ہے ہرگز کامل کتاب نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح اس اصل پر آپؑ زور دیتے تھے کہ جو بات کوئی مذہب بیان کرتا ہے۔ اس کا ثبوت ہر زمانہ میں موجود ہونا چاہیئے ورنہ اس کا دعویٰ ایک فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا۔ مثلاً جو مذہب معجزہ اور آیات کا قائل ہے اب بھی اس میں معجزات کا وجود پایا جانا چاہیئے۔ ورنہ اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ آپؑ اس بات پر بھی زور دیتے تھے کہ کسی چیز کا امکان اور شے ہے اور اس کا وجود اور شے ہے۔ پس کسی چیز کے ممکن ثابت کر دینے سے اس کا وقوع ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کیلئے الگ دلائل کی ضرورت ہے۔ اور اس اصل کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ تحقیقات مذہبی میں دھوکہ کھاتے ہیں۔

چونکہ اس قسم کے اصول مذہبی تحقیقات میں صحیح نتائج پر پہنچنے کیلئے ضروری ہیں اس لئے آپؑ ہمیشہ ان کی پابندی فرماتے اور کبھی ان سے باہر نہ جاتے۔

آپؑ کی تعلیم

آپؑ کی تعلیم یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وابستگی پیدا کرو اور بنی نوع انسان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اور ان دونوں باتوں میں صحیح راہنمائی کے لئے آپؑ قرآن کریم کو جو آخری الہامی کتاب ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو آخری شرعی نبی ہیں ہادی اور اسوہ بیان فرماتے تھے۔

آپؑ نرمی اور محبت پر بہت زور دیتے تھے اور آپؑ کی تعلیم تھی کہ جب تک ممکن ہو اور نتیجہ برا نہ ہو عفو سے کام لیا جائے۔ ہر ایک گورنمنٹ کی وفاداری اس کی رعایا کے لئے فرض فرماتے تھے۔

غیر مذہب والوں کے متعلق فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب و ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو۔

بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرضداروں کے قرض دو۔ اور زیر باروں کے بار اُٹھاؤ۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو" (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۴۵)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ نہایت بدبخت ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کا عیب دیکھ کر اس کو ظاہر کرتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ پہلے اسے نصیحت کرے اور کم از کم چالیس دن تو اس کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ سے دُعا کرے۔

آپ دنیا سے علیحدگی پر خاص زور دیتے تھے لیکن اس طرح نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر علیحدہ ہو جائے۔ بلکہ اسی رنگ میں کہ دنیا میں ہو کر بھی اس کی محبت دل میں نہ ہو۔ اور اس پر فریفتگی خدا تعالےٰ کی محبت، اور اس کی اطاعت اور بندوں کی بہبودی کی سعی میں روک نہ ہو سامانوں کو ترک کر دینے کو آپ نہایت ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ اور اس طرح وہ خدا تعالیٰ کے غضب کا کھینچنے والا ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ ہر مذہب کے بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص ایسے اشخاص کو اپنی بد زبانی کا شکار بناتا ہے جن کو ایک کثیر جماعت اپنا پیشوا اور امام تسلیم کرتی ہے اور ان پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے وہ انسان کہلانیکا مستحق نہیں۔

آپ کی سیرت

آپ اللہ تعالےٰ کی محبت اور اپنے مطاع حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گداز تھے اور کوئی چیز آپ کو غصہ نہ دلاتی مگر وہ جس میں خدا اور اُس کے رسولؐ کی ہتک ہو اس وقت آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا لیکن آپ کی حالت غصہ و خوشی میں کبھی وقار سے علیحدہ نہ ہوتی تھی اور کبھی کوئی نامناسب اور گندہ لفظ آپ کی زبان پر نہیں سُنا گیا۔ اپنے دشمنوں کی ہدایت کے لئے بھی دُعائیں کرتے۔ اور اگر کسی دشمن میں کوئی خوبی ہوتی اس کے اظہار سے رُکتے نہ تھے۔

ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے جس کی وجہ سے ہر مذہب کے لوگ جو آپ سے واقفیت رکھتے تھے بلا تکلف اپنے کاموں میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔

تکبر آپؑ میں نام کو نہ تھا۔ غریب سے غریب آدمی آپؑ کو اپنے گھر پر بلاتا تو آپؑ بے تکلف چلے جاتے۔ کبھی آپؑ نیچے فرش پر بیٹھے ہوتے اور لوگ آپؑ کو ملنے کے لئے آجاتے اور جگہ نہ ہوتی تو آپ نیچے بیٹھے رہتے اور ان کو چارپائیوں پر بٹھا دیتے۔

سادگی اس قدر تھی کہ خود چھوٹے چھوٹے کام کر لیتے تھے۔ آپؑ طبیب بھی تھے۔ اور ہمیشہ قیمتی ادویہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب بعض غرباء کو ضرورت ہوتی تو خود برتن وغیرہ دھو کر ان میں دوائی ڈال کر ان کو دیتے۔

آپؑ کی طبیعت میں سخاوت کا مادہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن جہاں تک ہو سکے احسان پوشیدہ کرتے تھے تا جس پر احسان کیا گیا ہو وہ شرمندہ نہ ہو۔ آپؑ کا دل بہت نرم تھا کسی کی تکلیف کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے تھے اور فوراً ہمدردی میں مشغول ہو جاتے تھے اور بعض دفعہ بیماروں کے لئے راتیں جاگ کر کاٹ دیتے۔ لیکن باوجود اس کے طبیعت پر ایسا قابو تھا کہ آپ کو بے چین یا مجلس میں روتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا ہاں بعض دردناک واقعات کے ذکر پر آپؑ کی آنکھوں میں ایک نمی سی آجاتی تھی کسی مصیبت یا ابتلا کے وقت آپؑ خائف نہ ہوتے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو جرأت دلاتے تھے۔

محنت اس قدر کرتے تھے کہ بعض دفعہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے کہ آپ سوتے کس وقت ہیں۔ آپؑ کی عادت تھی، آپ چلتے ہوئے لکھتے رہتے تھے اور بے تکلفی سے مضامین لکھتے جاتے تھے۔ کبھی آپؑ کو سوچنے یا تیاری کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ چہرہ پر ایک خداداد رُعب تھا کہ جس کی وجہ سے باوجود بے تکلف طبیعت خوش مزاجی اور مہربانہ سلوک اور سزا سے احتراز کے جس قدر کوئی شخص آپؑ کا زیادہ مقرب ہوتا آپؑ سے زیادہ خائف ہوتا۔ حضرت مولانا المکرم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سابق طبیب مہاراجہ جموں وکشمیر جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور رہتے اور اپنے مضبوط دل کے باعث دوست و دشمن کی نظر میں معزز اور مختلف درباروں میں بڑے بڑے راجاؤں اور مہاراجاؤں کو بہادری سے جواب دے دیتے تھے اور حضرت کے دعویٰ پر اپنا سب کاروبار چھوڑ کر ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں کسی سے خائف نہیں ہوا۔ لیکن

جب کوئی شخص آکر کہتا کہ مرزا صاحبؑ بلاتے ہیں! تو میرے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں

آپؑ کی تصنیفات

آپؑ نے قریباً اسی کتب تصنیف کیں جو تین زبانوں میں لکھی گئی ہیں یعنی عربی۔ فارسی اور اردو۔ ان تین زبانوں کے علاوہ آپؑ کی بعض کتب اور مضامین کے تراجم ہندوستان میں بولی جانے والی بعض زبانوں کے علاوہ بعض یورپین اور دوسری زبانوں میں بھی شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

آپؑ کے نشانات

آپؑ کا دعویٰ تھا کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ آسمانی نشانات اس کی تائید میں ظاہر نہ ہوں جن کا ظاہر کرنا انسان کی طاقت میں نہ ہو۔ چونکہ آپؑ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کے مدعی تھے آپؑ کے ساتھ بھی نشانات کا ہونا ضروری تھا۔ اسلئے جو نشانات آپؑ کے لئے ظاہر ہوئے وہ تین قسم کے تھے:۔

(۱) پیشگوئیاں (۲) قبولیت دعا کے غیر معمولی نمونے (۳) تائید الٰہی۔

مثال کے طور پر ذیل میں ان تین قسم کے نشانات کے چند نمونے دیئے جاتے ہیں۔

پیشگوئیاں

(۱) ہندوستان میں طاعون کے پھیلنے سے پہلے آپؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خبر دی تھی جو ۱۸۸۴ء میں طاعون کے پھیلنے سے قریباً بارہ۱۲ سال پہلے تمام اقطار ہند میں شائع ہو گئی تھی۔ پھر آپؑ نے اپنی کتاب نور الحق میں جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی اُس میں فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کے خسوف کی تاریخوں میں سے پہلی یعنی تیرہویں اور سورج کے کسوف کی تاریخوں میں سے درمیانی یعنی اٹھائیسویں

کو کسوف وخسوف ہونے کے باوجود جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدیؑ کی علامت قرار دی تھی۔ چونکہ لوگوں نے میرے دعوؤں کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے اب عنقریب عذاب آنے والا ہے۔ اور اسی سن میں کتاب حمامۃ البشریٰ میں اس عذاب کی تعیین **طاعون** سے کی۔ چنانچہ دو سال بعد طاعون ہندوستان میں نمودار ہو گیا اور ابھی...... ضلع جالندھر کے سوا پنجاب میں کسی اور جگہ نہیں پھیلا تھا کہ آپؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اعلان کیا کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیلے گا۔ اور سخت ہو گا۔ حتیٰ کہ گاؤں کے گاؤں ویران ہو جائیں گے اور یہ پیشگوئی انہیں دنوں میں اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر دی گئی۔ چنانچہ اس کے بعد اسی طرح ظاہر ہوا۔

آپؑ نے ۱۹۰۲ء میں اپنے ایک رسالہ دافع البلاء میں شائع کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے طاعون کے متعلق تین امور سے اطلاع دی ہے:-

(۱) اپنے گھر کے متعلق (۲) اپنے گاؤں کے متعلق (۳) اپنی جماعت کے متعلق۔

اپنے گھر کے متعلق یہ اطلاع دی کہ اس کو طاعون سے بالکل محفوظ رکھا جائے گا۔

اپنے گاؤں کے متعلق یہ خبر دی کہ اس گاؤں کو طاعون سے ہلاک ہونے سے بچایا جائے گا یعنی بعض دوسرے گاؤں کی طرح جو طاعون سے قریباً اُجڑ ہی گئے اس کا یہ حال نہیں ہو گا۔

اپنی جماعت کے متعلق یہ پیشگوئی کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت سوائے شاذ و نادر کے طاعون سے خاص طور پر محفوظ رکھی جائے گی۔

چنانچہ اس الہام کے شائع ہونے کے بعد صوبہ میں شدید طاعون پڑی اور بعض دفعہ سخت حملے بھی ہوئے لیکن جبکہ آپؑ کے گھر کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے لوگ پے در پے طاعون کا شکار ہو رہے تھے آپؑ کا گھر طاعون کی وباء سے بالکل محفوظ رہا۔

اسی طرح قادیان بھی بربادی افگن طاعون سے بچا رہا۔ اور اس کی آبادی برابر بڑھتی چلی گئی۔

اور آپؑ کی جماعت بھی قادیان اور بیرونجات میں نسبتاً و مقابلتہً وباءِ طاعون سے محفوظ رہی۔

اِس نشان کو دیکھ کر ہزاروں آدمیوں نے آپ کو قبول کیا۔

جنگِ عظیم اور زارِ روس کے بارہ میں پیشگوئی

۱۹۰۵ء میں آپؑ نے ایک عالمگیر آفت کی خبر دی اگرچہ الہامات میں اسے زلزلہ کے نام سے یاد کیا گیا لیکن جس وضاحت سے ان میں پہلی جنگِ عظیم کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ اس پیشگوئی کی عظمت کو بہت بڑھا دیتا ہے۔ اِن الہامات کا خلاصہ اور ان کی مزید تشریح آپؑ کے مندرجہ ذیل منظوم کلام میں پائی جاتی ہے ؎

اِک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
آئے گا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ ہوگا یہ کہ تا باندھے ازار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے،
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اُڑ جائیں گے اِنساں کے پرندوں کے حواس
بھُولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اِس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار
اک نمونہ قہر کا ہو گا وُہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے اِنکار اے سفیہ ناشناس
اِس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحیٔ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطاء
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متّقی اور بُردبار
یہ گُماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے مُعاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا اُدھار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

چونکہ اِس پیشگوئی کی دیگر تفصیلات کی اِس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں اس لئے صرف اُسی عظیم الشان حصہ کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے جو زارِ رُوس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

پیشگوئی میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس جنگ میں زار کا حال بہت ہی خراب ہو گا۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت کے حالات اس کے الفاظ کے پورا ہونے کے بالکل مخالف تھے مگر پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہر ایک کے لئے حیرت کا موجب بنی۔

اس پیشگوئی میں درحقیقت کئی پیشگوئیاں ہیں اس میں بتایا گیا ہے کہ اس آفتِ عظمیٰ تک زار کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب یہ جنگ ہوگی اس وقت اُس کو صدمہ پہنچے گا۔ لیکن صدمہ اس قسم کا نہیں ہوگا کہ وہ مارا جائے۔ کیونکہ جو شخص مارا جائے۔ اُس کی نسبت یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کا حال زار ہے۔ پس الفاظِ الہام بتاتے ہیں کہ اُس وقت اس کو موت نہیں آئے گی۔ بلکہ وہ نہایت تکلیف دہ عذابوں میں مبتلا ہوگا۔ اور پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آفت کے ساتھ ہی زاروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس آفت کا مورد کسی خاص شخص کو نہیں بلکہ زار کو بحیثیت عہدہ بتایا گیا ہے۔

اب دیکھئے یہ علامت کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس جنگ سے پہلے زار کے خلاف بہت سی منصوبہ بازیاں ہوئیں۔ مگر وہ بالکل محفوظ رہا۔ اس کے بعد یہ جنگ ہوئی۔ اور خداتعالیٰ کا بتایا ہوا وقت آگیا تو وہ اچانک پکڑا گیا۔

جس وقت رُوس میں فساد پھوٹا ہے اس وقت زار رُوس سرحد پر فوجوں کے معائنہ کے لئے گیا ہوا تھا۔ پہلی اطلاع کے بعد حالات دن بدن بگڑتے چلے گئے حتیٰ کہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیارات رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو **زار** کہتا تھا (یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا) وہ حکومت سے بے دخل ہو کر اپنی رعایا کے ماتحت ہوگیا۔ اور ۱۵ مارچ کو مجبوراً اُسے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھنا پڑا کہ وہ اور اس کی اولاد تختِ رُوس سے دست بردار ہوتی ہے۔ اور حضرت اقدس ؑ کی پیشگوئی کے مطابق زاروں کے خاندان کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ اور جلد ہی اُسے قیدخانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور ۷ نومبر کو بولشویک بغاوت پر **زار** کی وہ خطرناک حالت شروع ہوئی۔ جسے سُنکر ایک سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔ **زار** سکوسیلو کے شاہی محل سے نکال کر مختلف جگہوں میں

رکھا گیا۔ اور آخر اُن مظالم کی یاد دلانے کے لئے جو وہ سائبیریا کی قید کے ذریعہ اپنی بے کس رعایا پر کیا کرتا تھا اکیٹیرن برگ بھیج دیا گیا (یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جو کوہ یورال کی مشرق کی طرف واقع ہے۔ اور ماسکو سے چودہ سو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے اور اس جگہ پر وہ سب مشینیں تیار ہوتی ہیں جو سائبیریا کی کانوں میں جہاں رُوسی پولیٹیکل قیدی کام کرتے تھے استعمال کی جاتی ہیں۔ گویا ہر وقت اس کے سامنے اس کے اعمال کا نقشہ رکھا رہتا تھا۔

صرف ذہنی عذابوں پر ہی اکتفا نہیں کی گئی بلکہ سوویٹ نے اس کے کھانے اور پینے میں بھی تنگی کرنی شروع کی۔ اور اس کے بیمار بچہ کو وحشی سپاہی اُس کے اور اُس کی بیوی کے سامنے نہایت بیدردی سے مارتے۔ اور اس کی بیٹیوں کو بھی نہایت ظالمانہ طور سے دِق کرتے۔ لیکن ان مظالم سے اُن کا دل ٹھنڈا نہ ہوتا اور وہ نئے سے نئے ایجادیں کرتے۔ آخر ایک دن ماں کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی جبراً عصمت دری کی گئی۔ اور جب زارینہ اپنا مُنہ روتے ہوئے دوسری طرف کر لیتی تو ظالم سپاہی سنگینیں مار کر اس کو مجبور کرتے کہ وہ اُدھر مُنہ کر کے دیکھے جدھر ظالم وحشیوں کا گروہ اِنسانیت سے گری ہوئی کارروائیوں میں مشغول تھا۔ اسی قسم کے مظالم کو دیکھتا ہوا اور اس سے زیادہ سختیاں برداشت کرتا ہوا جتنی کہ شاید کبھی بھی کسی شخص پر نازل نہ ہوئی ہوں گی ۱۶ ار جولائی ۱۹۱۸ء کو زار معہ اپنے خاندان کے نہایت سخت عذاب کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اور خدا کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ ؎

زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار

پیشگوئی دربارہ مصلح موعود

۱۸۸۶ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اپنے ہاں ایک عظیم الشان لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی فرمائی جس کا وجود اثبات وحقیقت اسلام کیلئے ایک زندہ اور آسمانی نشان کے طور پر قرار پایا۔ نہ صرف یہ بلکہ بذریعہ الہام الٰہی اس عظیم الشان پیشگوئی کے ساتھ بایں الفاظ اس کی بے نظیری کی تحدّی بھی کیگئی:۔

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اس فضل واحسان سے انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے"

چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق ۱۲ / جنوری ۱۸۸۹ء میں آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام الٰہی بشارتوں کے ماتحت بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا (جو بفضلہ تعالےٰ اس وقت جماعتِ احمدیہ کے امام ہیں) وہ جلد جلد بڑھا اور مذکورہ پیشگوئی کا پورا پورا مصداق قرار پایا۔ کیونکہ اس مفصل پیشگوئی کی ایک ایک علامت آپ کے وجود باجود میں بوجہ اتم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے نہایت ہی جامع طریق پر اس پیشگوئی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"وہ خدا کہ جس نے قرآن شریف نازل کیا ہے۔ وہ خدا کہ جس نے اس دنیا کے لئے ایک روحانی نظام بنایا ہے جس کے ماتحت یہ دنیا ترقی کررہی ہے وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی مسعود کو بتایا تھا کہ وہ اُن کی ذرّیت سے ۱۸۸۶ء سے لیکر نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کریگا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقی کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور اسلام

کو دنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہو گا۔ اس کی بات پُوری ہوئی اور اس کا کلمہ اونچا رہا۔ ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ میری کامیابی کے سامانوں کو ساتھ لاتا تھا۔ ہر روز جو غروب ہوتا تھا وہ میرے دشمنوں کے تنزل کے اسباب چھوڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے جماعت احمُدیہ کو میرے ذریعہ سے دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی کی اور بیسیوں موقعوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن اُس نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۶ء میں میری پیدائش سے تین سال پہلے دی تھی۔ اس وقت سے خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد اور بھی زیادہ زور پکڑ گئی۔ اور آج دنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے۔ اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ **دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اُٹھاتا ہو اور اس کا جواب خدا تعالےٰ مجھے قرآن کریم** سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالےٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں۔ لیکن دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سُورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں زمین اپنی

حرکت سے رُک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی۔ اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں یا انسانوں کی پُوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی!!"

(دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی ص۹۹ و ص۵ مصنفہ حضرت امام جماعت احمدیہ)

الغرض آپ ہی کی قیادت میں آج ساری دنیا کے اندر اِسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے اور ایشیاء و یورپ بلکہ افریقہ وغیرہ ممالک کے ہزاروں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں۔ اور غیر ممالک میں جماعت کے بیسیوں مشن قائم ہیں اور سینکڑوں مبلغین تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ اور ہزاروں کتب و رسائل کے ذریعہ اسلامی تعلیم کی برتری اور خوبی کو ثابت کیا جا رہا ہے۔ آج اس جماعت کو ایک عالمگیر وسعت اور بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ بیشک دنیا پر سُورج غروب ہو جاتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سُورج غروب نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کے ماننے والے نئی اور پُرانی دنیا کے ہر حصّہ میں موجود ہیں۔

آج مذہبی دنیا میں دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی طرف سے بطور پہلوان آپ ہی میدانِ مقابلہ میں موجود ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں موجودہ سیاسی دنیا کی مشکلات کا حل تلاش کرنے اور امن عالم کے ذرائع بیان کرنے میں آپ بارہا ساری دنیا کو چیلنج دے چکے ہیں۔ مثلاً ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:-

"اِس وقت تک کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی کہ جس کی دنیا کو ضرورت ہو اور قرآن کریم میں مذکور نہ ہو۔ اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان کسی علم سے اعتراض کرے مَیں اِنشاءاللہ العزیز قرآن کریم ہی سے اسے جواب دوں گا اور میرا دعویٰ ہے

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دنیا کی ضرورتوں کو پورا کر دیا۔"
(تبلیغ حق صـ۶۵)

المختصر یہ کہ اس عظیم الشان شخصیت کے سنہری کارناموں سے حسب پیشگوئی

دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ

لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے اور ساتھ ہی پیشگوئی کی عظمت بھی ثابت ہو رہی ہے۔

قبولیت دعا کے غیر معمولی نمونے

قبولیت دعا کے ہزاروں نمونوں میں سے ذیل میں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں :-

(۱) ایک طالب علم عبدالکریم نامی بغرض تعلیم حیدر آباد دکن سے قادیان آیا اُسے باولے کتے نے کاٹ لیا اور علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا وہاں سے واپسی کے چند دن بعد اُسے دیوانگی کا دَورہ ہوا اور روشنی سے نفرت ہوگئی اور پانی سے ڈرنے لگا۔ اور تشنج شروع ہوگیا اور نیند بالکل جاتی رہی۔ اس کی اس حالت کو دیکھ کر کسولی کی پیسٹو اَنٹی ٹیوٹ کو تار دی گئی۔ لیکن اُن کا یہ جواب آیا کہ اب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ جب سب طرف سے ناامیدی ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ لڑکا بالکل اچھا ہوگیا۔ حالانکہ جب ہلک ہو جائے اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

(۲) خان صاحب محمد علی خان جاگیردار مالیر کوٹلہ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے ماموں کا چھوٹا لڑکا عبدالرحیم خان ٹائیفائڈ سے بیمار ہوا اور اس کی ایسی حالت ہو گئی کہ تمام ڈاکٹروں اور حکیموں نے علاج سے مایوسی ظاہر کی اور کہدیا کہ اب یہ چند گھڑی کا مہمان ہے اس کا علاج فضول ہے اس وقت آپؑ کو اطلاع دی گئی۔ آپؑ نے دعا کی اور اسی وقت سے وہ اچھا ہونے لگا۔ اور ایک دو دن

میں ہی صحت کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور وہ اب تک زندہ موجود ہے۔

قبولیت دُعا کے متعلق اس بات کا ذکر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ آپؑ نے تمام اہل مذاہب کو چیلنج بھی دیا کہ میرے مقابلہ میں ہر ایک مذہب کے بڑے لوگ بعض مشکل امور کے متعلق دعا کریں اور اس طرح دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کس کی سنتا ہے۔ لیکن کسی نے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ کی۔

تائیدِ الٰہی!

خدا تعالےٰ کی طرف سے ہزاروں رنگ میں آپؑ کی تائید ہوئی جو لوگ آپؑ کی دشمنی کے لئے اُٹھے انکو ہر قسم کی ذلت نصیب ہوئی اور آپؑ کے پیرو ہر میدان میں فتحیاب ہوئے۔

آپؑ کو علمی میدان میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ تائید حاصل ہوئی کہ باوجود اس کے کہ آپؑ ہندوستانی تھے اور کبھی عرب نہ گئے تھے نہ کسی عالم آدمی سے پڑھے تھے ۔صرف چند معمولی درسی کتب بچپن میں پڑھی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے آپؑ کو عربی لکھنے کی ایسی طاقت عطا فرمائی کہ آپؑ نے کئی کتب عربی زبان میں اس دعوے کے ساتھ شائع فرمائیں کہ ان کا جواب اگر سب عرب و عجم مل کر دینا چاہیں تب بھی نہیں دے سکتے۔ لیکن باوجود بعض کتب کے ساتھ بیس بیس ہزار روپے انعام مقرر کرنے کے بھی کوئی شخص عرب و عجم میں سے ان کا جواب نہ دے سکا۔

ان تائیدی نشانوں میں سے ایک زبردست نشان آپؑ کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی ہے۔ جس کا ترجمہ انگریزی ...... میں ٹیچنگز آف اسلام کے نام سے شائع ہو چکا ہے (اور دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم کئے جا چکے ہیں) یہ کتاب وہ لیکچر ہے جو آپؑ نے ۱۸۹۶ء میں ایک مذہبی کانفرنس لاہور میں پڑھے جانے لئے تیار کیا تھا اسکے متعلق آپؑ کو قبل از وقت اطلاع دی گئی

تھی کہ

"مضمون بالا رہا"

چنانچہ اس لیکچر کے پڑھے جانے پر دوست دشمن سب نے اقرار کیا کہ آپؑ کا مضمون بالا رہا۔ اور تمام دنیا میں جہاں جہاں وہ لیکچر پہنچا ہے تمام محققین نے اس کی عظمت اور غیر معمولی تحریر کا اقرار کیا ہے۔

وہ پیشگوئیاں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں

ان پیشگوئیوں کے علاوہ جو پوری ہو چکی ہیں بہت سی ایسی پیشگوئیاں بھی ہیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں بلکہ آئندہ زمانہ کے متعلق ہیں۔ ان میں سے بھی بعض اس جگہ درج کی جاتی ہیں :۔

(۱) بادشاہ آپؑ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی جبکہ آپؑ بالکل گمنام تھے اور ابھی آپؑ نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ لکھی تھی۔

(۲) زارِ روس کا عصا آپؑ کے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کے ملک میں احمدیت کثرت سے پھیلے گی حتیٰ کہ وہ حکومت ہی احمدی ہو جائے گی۔

(۳) یورپ کا ایک بڑا حصہ احمدیت کو قبول کرے گا۔

(۴) آپؑ کے سلسلہ کے سوا دوسرے سلسلے جو اسلام کے مدعی ہیں روز بروز کم ہوتے جائیں گے اور آخر آسمان سے کسی مسیح کی آمد سے مایوس ہو کر اور اس سلسلہ کی صداقت کو دیکھ کر اس کو قبول کرنا شروع کرینگے۔ اور نتیجہ یہ ہو گا کہ اس جماعت کے مقابلہ میں وہ ایسے کم ہو جائیں گے کہ گویا باقی ہی نہیں رہے۔

آپؑ اور آپکی جماعت سے لوگوں کا سلوک

جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے آپؑ اور آپؑ کی جماعت سے آپؑ کے مخالفین نے نہایت جارحانہ سلوک کیا۔ اور کر رہے ہیں۔

بار ہا آپؑ کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ آپؑ پر جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے۔ آپؑ کے خلاف نہایت گندے اور فحش الفاظ میں اشتہار شائع کئے گئے۔ آپؑ کے نام اس قدر گالیوں کے خطوط بھیجے گئے کہ ان سے کئی صندوق پُر ہو سکتے ہیں۔ آپؑ کی نسبت لوگوں کو بدظن کرنے کے لئے جھوٹے واقعات مشہور کئے گئے۔ آپؑ کی کتابوں کے پڑھنے اور آپؑ کے لیکچروں کے سُننے سے لوگوں کو روکا گیا۔ غرض ہر طرح سے آپؑ کو دُکھ دینے اور اپنے مقصد میں ناکام کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن سوائے عارضی تکالیف کے قتل کی تدابیر یا مقدمات آپؑ کو کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ کیونکہ آپؑ ہمیشہ مقدمات میں بری ہوتے رہے اور ہر ایک قسم کی خفیہ تدبیر کے بد اثر سے محفوظ رہے۔ آپؑ کے بعض لیکچروں میں یہ تدبیر کی گئی کہ ہزاروں آدمی جھولیوں میں پتھر ڈالکر آپؑ پر اچانک حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے حتیٰ کہ بعض دفعہ پولیس کو سخت مشکل سے فساد کو روکنے میں کامیابی ہو سکی۔ لیکن آپؑ ان کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

آپؑ کی جماعت کے ساتھ بھی نہایت سختی کی گئی۔ مسلمان علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ مرزا صاحبؑ اور جماعت کے سب لوگ مرتد اور واجب القتل ہیں ان کی بیویوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔ ان کا زبردستی دوسری جگہ نکاح کر دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ان کو دُکھ دینا موجب رضاء الٰہی ہے۔ ان سے ملنا جلنا یا کلام

کرنا دین سے خارج کر دیتا ہے۔ اِن فتوؤں سے اشتعال پاکر اور کچھ حریصانہ اور ظالمانہ طبیعت کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے احمدی جماعت کو ایسی سخت تکالیف دیں جن کو سُنکر سخت دل لیکن غیر متعصب آدمی کے دل میں بھی رِقت پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ تقسیم ملک کے بعد تو اِس مخالفت نے ایک منظم صورت اختیار کر لی اور جماعت کی اذیت کے تمام سامان کر دیئے گئے۔ اِکّا دُکّا احمدی پاکر اسے زدوکوب کیا جاتا رہا۔ اُن کی دُکانیں لُوٹ لی جاتی رہیں۔ ان کی مستورات کی بے حرمتی تک کرنے کی انسانیت سوز حرکات کی جاتی رہیں۔ مالک مکان اپنے مکان سے اور صاحب جائداد اپنی جائداد سے زبردستی جُدا کر دیا گیا۔

مساجد سے وہ نکالے گئے۔ عدالتوں میں انہیں گھسیٹا گیا مگر ہر موقع ملنے پر ان کے انتقام کی پیاس نہ بُجھی۔ ریاست کابل میں حضرت مولوی عبداللطیف صاحب جو بہت بڑے عالم اور معزز آدمی تھے اور امیر حبیب اللہ خان کی رسم تاجپوشی انہوں نے ہی ادا کی تھی حضرت مرزا صاحبؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے ان کو اوّل قید کیا گیا اور بعد میں سنگدلی سے سنگسار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنا عقیدہ نہ چھوڑا ان کا ایک شاگرد بھی اسی وجہ سے قتل کیا گیا۔

نیز تقسیم ملک کے بعد کی اِس منظم مخالفت نے ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کا قدم روحانی جماعتوں کے نقش قدم پر اُٹھ رہا ہے اور اس کے مخالفین اپنا پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسے موقع پر جماعت احمدیہ نے صبر و استقلال سے کام لیا اور حق و صداقت کی خاطر ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا۔ کیونکہ ان کا قصور سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ خدا کے نام پر پکارنے والے کی آواز پر لبیک کہہ کر اُس کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں!!

حضرت مرزا صاحبؑ کی کامیابی

باوجود اس سخت مقابلہ کے حضرت مرزا صاحبؑ اپنے کام میں لگے رہے اور ایک ایک کر کے آپؑ کی جماعت بڑھنے لگی۔ اور گو پہلے ترقی کی رفتار کم تھی۔ لیکن پھر بھی ان حالات کے ماتحت مایوس کُن نہ تھی۔ ۱۸۹۱ء میں آپؑ نے دعویٰ کیا تھا ۱۸۹۷ء میں سات سال بعد کل ہندوستان میں آپؑ کی جماعت قریباً پانچ چھ سو زن و مرد تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد یکلخت لوگوں کو آپؑ کے دعوے کی طرف توجہ ہوئی۔ اور جماعت کی ترقی کی رفتار بہت بڑھ گئی۔ اور ۱۹۰۱ء سے تو اس کثرت سے لوگ سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہوئے کہ چند ہی سال میں تمام ہندوستان میں آپؑ کی جماعت پھیل گئی اور پھر ہندوستان سے باہر غیر ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں سعید رُوحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ گئی۔

جب جماعت بڑھنے لگی تو جماعت کے بچّوں کی مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے مدِّنظر آپؑ نے ایک ہائی سکول جاری کیا ایک رسالہ انگریزی اور ایک اردو میں سلسلہ کی اشاعت کے لئے جاری کیا تھا۔ اس کے علاوہ افرادِ سلسلہ کی طرف سے بھی کئی اخبارات و رسالے قادیان سے نکلنے شروع ہوئے۔

مذہبی طور پر آپؑ کو یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ آپؑ کے سخت سے سخت مخالف بھی اس بات کو تسلیم کرنے لگے کہ اگر غیر مذاہب کا مقابلہ کوئی کر سکتا ہے تو وہ آپؑ اور آپؑ کی جماعت ہی ہے۔ اور اس میدان کو سب نے آپؑ کے لئے خالی کر دیا۔

آپؑ کے بہت سے عشاق نے اپنے گھر بار چھوڑ کر قادیان کی طرف ہجرت کر کے اسی کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس قدر برکات دیں کہ ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے مرکز کا قیام

۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ملک کے وقت میں مشرقی پنجاب مسلمانوں سے قریباً خالی ہو گیا تو اسلام و احمدیت کا جھنڈا بلند کرنے والے سوا تین سو درویش قادیان میں موجود رہے اور اس مقدس مقام کو ہندوستان میں آسمانی آواز کو بلند کرنے کے لئے مرکزیت کا شرف حاصل رہا۔ اور پہلے کی طرح تنظیم کے ساتھ تبلیغ اسلام کا کام برابر جاری ہے اور بفضلہ تعالیٰ قادیان میں احمدی آبادی ترقی پر ہے۔ جہاں سے علاوہ جماعتی مستقل لٹریچر ہندوستانی جماعتوں کو بھجوائے جانے کے ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری ہے اور اسی مرکز کے ماتحت اندرون ہند میں درجنوں مبلغ مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔

دوسری طرف ہجرت کے بعد جماعت کے امام ہمام نے حکومت پاکستان سے ایک بنجر علاقہ خرید کر اس میں جماعت کا ایک دوسرا مرکز تعمیر کیا جس کا نام الٰہی بشارتوں کے مطابق ربوہ رکھا جس نے چند ہی سالوں میں عظیم الشان ترقی حاصل کر لی اسی جگہ جماعت کے مرکزی دفاتر بھی موجود ہیں۔ جہاں سے ساری دنیا میں تبلیغ اسلام اور اشاعت لٹریچر کی راہنمائی کی جا رہی ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ہائی سکول، گرلز سکول اور گرلز کالج جاری کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں احمدیہ مشنری کالج بھی کھولا گیا ہے جس میں جماعت کے نوجوان دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر کے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور بعد تکمیل تعلیم بیرونی ممالک میں جا کر فریضہ تبلیغ سرانجام دینے کا عزم رکھتے ہیں۔ اسی کالج میں غیر ممالک سے خدمت دین کی غرض سے زندگیاں وقف کرنے والے احمدی نوجوان بھی اسلام اور احمدیت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تا اپنے ملکوں میں لوٹ کر اسی نور سے اپنے

ہم وطنوں کو بھی منور کریں۔ اور ان کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔
اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

آپؑ کی وفات

نہایت خطرناک مخالفت کے باوجود آپؑ اپنی کامیابی اور ایک بڑھنے والی جماعت کو دیکھ کر ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور فوت ہوئے جہاں سے آپؑ کا جسدِ اطہر قادیان میں دفن کرنے کے لئے لایا گیا۔ آپؑ نے اپنی وفات کے متعلق بھی اڑھائی سال پہلے یہ خبر دے رکھی تھی کہ اڑھائی سال تک میری زندگی اور باقی ہے اور یہ آپؑ کی پیشگوئی اسی وقت مختلف اخبارات میں شائع ہو گئی تھی۔

آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کی جماعت کا حال

آپؑ کی وفات پر تمام جماعت نے ان ہدایات کے مطابق جو آپؑ نے اپنی وصیت میں درج فرمائی تھیں اور اصولِ اسلام کی پابندی میں ایک بڑے مجمع نے جو قادیان میں جمع ہوا تھا حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو آپؑ کا خلیفہ اور جانشین تجویز کیا اور آئندہ اتحاد جماعت اور انتظام جماعت کے قیام کے لئے آپؓ کا حکم تمام جماعت کے لئے ایسا ہی واجب العمل قرار دیا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ آپؓ کے زمانہ میں سلسلہ نے اور بھی ترقی کی اور تمام علاقوں میں جہاں احمدی جماعت پائی جاتی تھی باقاعدہ انجمنیں قائم کی گئیں۔ اور جماعت کا انتظام مضبوط کیا گیا۔ آپؓ ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو فوت ہوئے۔

جماعت کی عظیم الشان ترقی کا آغاز

۱۴؍مارچ کو جماعت کے ایک بہت بڑے مجمع نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بڑے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا قائم مقام (خلیفہ) تجویز کیا۔ اُس وقت جماعت میں ایک اختلاف کی صورت نمودار ہوئی یعنے چند لوگوں نے خلافت کے طریق کو ناپسند کرکے اس طریق کو آئندہ کے لئے مٹانا چاہا لیکن خدا تعالےٰ نے جماعت کی اکثریت کے قلوب کو خلافت کے حق میں کھول دیا اور منکرین خلافت نے اپنا مرکز قادیان سے ہٹا کر لاہور کو جا بنایا۔ مگر باقی سب جماعت خلافت کے جھنڈے تلے جمع رہی اور قادیان کے ساتھ تعلق رکھ کر برابر ترقی کرتی رہی۔

چنانچہ خلافت ثانیہ کے مبارک عہد میں جماعت احمدیہ نے جو عظیم الشان ترقی کی وہ بلاشبہ خدا تعالےٰ کی تائید اور اس کے برحق جماعت ہونے کی واضح دلیل ہے۔

بیت المال کا محکم انتظام

جماعت احمدیہ باوجود ایک غریب جماعت ہونے کے مالی قربانی کا ایسا شاندار نمونہ پیش کرتی ہے جس کی نظیر اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ ہر احمدی اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور اپنی جائز کمائی سے ایک مقررہ حصہ دین کی اشاعت کے لئے باقاعدہ دے رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت صرف قادیان اور ربوہ دونوں مراکز کا مجموعی سالانہ بجٹ قریباً تئیس لاکھ روپے کا ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ اور انڈونیشیا کی اکثر جماعتیں

جہاں ہزاروں کی تعداد میں احمدی موجود ہیں اپنے اکثر جماعتی مصارف خود برداشت کرتے ہیں۔ بیت المال کا تمام روپیہ تبلیغِ اسلام اور جماعت کی تعلیم و تربیت اور تنظیم میں صرف کیا جاتا ہے جس کا انتظام باقاعدہ طور پر دو رجسٹرڈ انجمنوں کے سپرد ہے۔

وقف زندگی کی قربانی } نہ صرف مالی قربانی میں یہ جماعت پیش پیش ہے بلکہ سینکڑوں گریجوایٹ۔ وکیل ڈاکٹر۔ مولوی فاضل اور پیشہ ور نوجوان خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر کے میدان عمل میں آ چکے ہیں۔ اور ہر شخص اس قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے اسی بات پر خوش ہے، کہ اس کی زندگی کا اصل مقصد پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ

ساری دُنیا میں احمدی مبلغین } آج ساری دنیا میں احمدی مبلغین کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا بلند کیا جا رہا ہے۔ اور اکناف عالم میں پھیلے ہوئے سینکڑوں مبلغین دن رات خدمتِ اسلام میں مشغول ہیں۔ اکثر اوقات غیر ممالک میں اُن مجاہدین کی خالص روحانی خدمات۔ ملکی پریس کی دلچسپی اور خاص توجہ کا باعث بنتی رہتی ہے اور اس طرح مادی دنیا کو روحانیت کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے ؎

آ رہا ہے اسطرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

غیر ممالک میں احمدیہ مشنز } مندرجہ ذیل بیرونی ممالک میں باقاعدہ احمدیہ مشنز قائم ہو چکے ہیں:۔

انگلینڈ۔ سکاٹ لینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ سپین۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ سسلی۔ نارتھ و ساؤتھ امریکہ۔ ایسٹ و ویسٹ افریقہ۔ ماریشس۔ چین۔ جاپان۔ عرب۔ اسرائیل۔ سیریا۔ سنگاپور ملایا۔ جاوا سماٹرا۔ بورنیو۔ ایران۔ برما اور سیلون وغیرہ۔

اشاعت لٹریچر کا وسیع انتظام } نہ صرف مرکز سلسلہ میں بلکہ تمام بیرونی ممالک میں جہاں جماعت سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ہے کئی اخبارات و رسائل روزانہ۔ ہفتہ وار اور ماہوار شائع ہو رہے ہیں۔ اور ہر سال ہزاروں کتابیں اسلام کی تائید میں طبع کی جا رہی ہیں۔ جو نوع انسان کی ترقی اور اس کے لئے امن و صلح کی تعلیم پر مشتمل ہونے کے باعث ہر ملک میں خاصی دلچسپی سے مطالعہ کی جاتی ہیں۔

مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم } سب سے بڑھ کر یہ کہ دنیا کی مشہور زبانوں[1] میں قرآن کریم کے تراجم ہو چکے ہیں جن کی اشاعت کا جلد انتظام کیا جا رہا ہے۔

مساجد کی تعمیر } اسی طرح دنیا کے ہر ملک بلکہ ہر بڑے شہر میں مساجد کی تعمیر کا ایک مستقل انتظام کیا گیا ہے بلکہ بعض بڑے بڑے شہروں میں مساجد تعمیر ہو کر اسلامی تعلیم کا مرکز بھی بن چکی ہیں۔ جن کی ملک وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) انڈونیشیا	۳۴	(۴) شام	۱
(۲) بورنیو	۱	(۵) گولڈ کوسٹ	۱۵۰
(۳) ملایا	۱	(۶) سیرالیون	۲۵

---

[1] یعنی (۱) انگریزی (۲) فرانسیسی (۳) جرمن (۴) سپینش (۵) اطالین (۶) روسی۔ (۷) اور ڈچ۔ علاوہ ازیں افریقہ کی سواحلی زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ منہ۔

(۷) نائیجیریا	۱۹	(۱۲) برما	۱	۰
(۸) مشرقی افریقہ	۱۲	(۱۳) فری ٹاؤن	۱	۰
(۹) ہالینڈ	(زیر تعمیر)	(۱۴) سیلون	۱	۰
(۱۰) انگلستان	۱	(۱۵) اسرائیل	۱	۰
(۱۱) امریکہ	۳	(۱۶) ماریشس	۱	۰

جماعت احمدیہ کا شاندار مستقبل

قومیں اعلیٰ عزائم اور روشن مستقبل پر زندہ رہتی ہیں۔ گذشتہ اوراق کا مطالعہ کرنے والا ہر سنجیدہ مزاج بآسانی اس امر کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ جماعتِ احمدیہ ایک عظیم الشان ترقی کی طرف قدم اُٹھا رہی ہے اور نہایت ہی روشن مستقبل اس کے سامنے ہے۔ وہ اپنی ترقی کی بعض منازل طے کر چکی ہے اور بہت سے بلند مقامات کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات اُسے وقتی طور پر شدید مخالفت کا سامنا ہی کرنا پڑتا ہے لیکن الٰہی سُنّت کے مطابق ایسے حالات سے گزرنا ضروری ہے۔ اور بایں ہمہ اُسے اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس کی آئندہ شاندار ترقیات کا نقشہ بصورت پیشگوئی حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے

فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اسی چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"مَیں تجھے برکت پر برکت دُوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صہ ۲۱)

(ب) "اے تمام لوگو اُسُن رکھو۔ یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلائے گا۔ اور حجّت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت

برکت ڈالے گا۔ اور ہر اک کو جو اس کے معدوم کرنے
کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ
رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔۔۔۔۔۔
دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں
تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ
تخم بویا گیا اور اَب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا
اَور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴ و ۶۵)
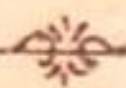
شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں داخلہ کی خاطر حسب ذیل شرائط مقرر فرمائی ہیں:۔
اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلیوے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل
ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا دوّم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور
اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا
مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوّم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور
رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے
اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت
سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا چہارم یہ کہ
عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف
نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور
بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت

اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس کو منہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھے گا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ با قرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی جاتی ہو۔

خاتمہ اور دعاء

جماعت احمدیہ کی عالمگیر شہرت و ترقی سے متاثر ہو کر اکثر احباب خواہش رکھتے ہیں کہ انہیں اس جماعت کے بانی کے حالات اور اس کے مشن کے بارہ میں کچھ واقفیت حاصل ہو۔ ایسے دوستوں کی خواہش کے پیش نظر یہ مختصر رسالہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس کا مضمون قبل ازیں رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر اس وقت مناسب ترمیم و اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین!

سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں مکمل واقفیت حاصل کرنے کیلئے مہربانی فرما کر حضرت بانی سلسلہ اور ان کے خلفاء و جماعت کے علماء کی مفصل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

(خاکسار:۔ محمد حفیظ بقاپوری مولوی فاضل معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان [illegible])

جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق غیروں کی آراء

۱) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سب سے پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" پر ریویو کرتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی ...... اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۵)

۲) مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کو بایں الفاظ اعتراف کرنا پڑا:-

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ۔ وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی ..... پر ..... ایمان لے آئے ہیں ..... یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

(زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

۳) علامہ اقبال کی رائے:-

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں۔ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اسی جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر)

ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل امرتسر کی رائے

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان **جادو**۔ وہ جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے **انقلاب** کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور **طوفان** اور شور **قیامت** ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دنیا سے اٹھ گیا.........

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق نہ حاصل کیا جائے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک **انقلاب** پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور ان کے بعض معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک **فتح نصیب جرنیل** کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے....... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس **شان** کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار وکیل امرتسر) ۱۹۰۸ء